سوال

درود اور رحمت بھیجنے کے لیے مخصوص الفاظ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

(1) الفاظ صلوة اور علیہ السلام کن کے لیے مخصوص ہیں ؟

(2) الفاظ رضی اللہ کن کے لیے مخصوص ہیں ؟

(3) الفاظ رحمۃ اللہ کن کے لیے مخصوص ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

ساری امت مسلمہ اس بات پر متفق ہے کہ صلوۃ اور سلام کا اطلاق انبیاء علیہ السلام کی ذات عالیہ کے لیے ہے اس بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ ان لفظوں کا اطلاق غیر نبی پر ہوسکتا ہے یا نہیں اس باب میں حافظ ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں زیر آیت :

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ... سورة الاحزاب ٥٦

نہایت عمدہ اور قیمتی بحث کی ہے جو پیش خدمت ہے چنانچہ فرماتے ہیں : نبیوں کے سوا غیر نبیوں پر صلوۃ بھیجنا اگر تبعا ہو تو بے شک جائز ہے جیسے حدیث میں ہے :

"اللھم صلی علی محمد وآلہ وازواجہ وذریتہ "(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء رقم الباب (10) ح (٣٣٦٩)

ہاں صرف غیر نبیوں پر صلوۃ بھیجنے میں اختلاف ہے بعض تو اسے جائز بتلاتے ہیں اور دلیل میں آیت :

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ ... سورة الاحزاب ٤٣

اور آیت

أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ ... سورة البقرة ١٥٧

(صلی علیھم) پش کرتے ہیں ۔ اورحدیث بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی قوم کا صدقہ آتا توآپ فرماتے ۔ اللہم صلی علیہم(صحيح بخاري كتاب المغاذي باب غزوة الحديبية(٤١٦٦) وصحيح مسلم)چنانچہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ جب میرے والد ۔ آپ کے پاس صدقہ کا مال لائے توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(اللھم صلی علی ال ابی اوفی)(صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب صلاۃ الامام عانہ نصاحب الصدقہ (1497) صحیح مسلم (2492)(صحیحین)

ایک اورحدیث میں ہے کہ ایک عورت نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !مجھ پراورمیرے خاوندپرصلوۃ بھیجے توآپ نے فرمایا :

(صلی اللہ علیک وزوجک)(صححہ الالبانی صحیح ابی داؤد کتاب الوتر باب الصلاۃ علی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم (1533)

لیکن جمہورعلماء اس کے خلاف ہیں اورکہتے ہیں کہ انبیاء کے سوااوروں پرخالصتاً صلوۃ بھیجنا ممنوع ہے اس لیے کہ اس لفظکا استعمال انبیاء علیہ السلام کےلیے اس قدربہ کثرت ہوگیا ہے کہ سنتے ہی ذہن میں یہی خیال جاتا ہے کہ یہ نام کسی نبی علیہ السلام کا ہے تواحتیاط اسی میں ہے کہ غیرنبی کےلیے یہ الفاظ نہ کہے جائیں مثلاًابوبکررضی اللہ تعالیٰ عنہ "صلی علیہ " یا علی صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہا جائے گومعنا اس میں کوئی قباحت نہیں جیسے "محمد عزوجل "نہیں کہا جاتا حالانکہ ذی عزت اورذی مرتبہ آپ بھی ہیں اس لیے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کی ذات کےلیے مشہورہوچکے ہیں اورکتاب وسنت میں صلوۃ "کا استعمال غیرانبیاء کےلیے ہوا ہے وہ بطوردعا کے ہے اسی وجہ سے "آل ابی اوفی کواس کے بعدکسی نے ان الفاظ سے یادنہیں کیا نہ حضرت جابررضی اللہ تعالیٰ عنہ کواورنہ ان کی بیوی کویہی مسلک ہمیں بھی اچھا لگتا ہے (واللہ اعلم)

بعض ایک اوروجہ بھی بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ غیرانبیاء کےلیے یہ الفاظ صلوۃ استعمال کرنا کرنا بدعیتوں کا شیوہ ہوگیا ہے وہ اپنے بزرگوں کے حق میں یہی الفاظ استعمال کرتے ہیں پس ان کی اقتداء ہمیں نہ کرنی چاہیے اس میں بھی اختلاف ۔ ہے کہ یہ مخالفت کس درجہ کی ہے حرمت کے طورپریاکراہت کے طورپریاخلاف اولیٰ ہے ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی ہے اس لیے کہ بدعتیوں کا طریقہ ہے جس پرکاربند ہونا ہمیں ٹھیک نہیں اورمکروہ وہی ہوتا ہے جس میں نہی مقصودہوزیادہ تراعتباراس میں اسی پرہے کہ صلوۃ کا لفظ سلف میں نبیوں پرہی بولاجاتا ہے جیسے کہ عزوجل کالفظ اللہ تعالے ہی کےلیے بولا جاتا رہا۔

اب رہا"سلام سواس کے بارے میں شیخ ابوجوینی فرماتے ہیں کہ یہ بھی "صلوۃ "کہ معنی میں ۔

ہے پس غائب پراس کا استعمال نہ کیا جائے اورجونبی نہ ہواس کےلیے خاصتا اسے بھی نہ بولا جائے پس علی علیہ السلام نہ کہا جائے زندوں اورمردوں کا یہی حکم ہے ہاں جوسامنے موجودہواس سے خطاب کرکے

''سلام علیکم یاالسلام علیک یا علیکم''

"کہنا جائزہے اوراس پراجماع ہے یہاں پریہ بات یادرکھنی چاہیے کہ عموماً مصنفین کے قلم سے علی علیہ السلام نکلتا ہے یا علی کرم اللہ وجہہ نکلتا ہے گومعنی اس میں کوئی حرج نہ ہو لیکن اس سے اورصحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کی جناب میں ایک طرح سوء ادبی پائی جاتی ہے ہمیں سب صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کے ساتھ حسن عقیدت رکھنی چاہیے ۔ یہ الفاظ تعظیم وتکریم کے ہیں اس لیے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مستحق ان کے حضرت ابوبکرصدیق اورحضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ اورعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سواکسی اورصلوۃ نہ بھیجنی چاہیے ہاں مسلمان مردوں اورعورتوں کےلیے دعائے مغفرت کرنی چاہیے حضرت عمربن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نےاپنے ایک خط میں لکھاکہ بعض لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا کے جمع کرنے کی فکرمیں ہیں اوربعض مولوی واعظین اپنے خلیفوں اورامیروں کےلیے "صلوۃ کے وہی الفاظ بولتے ہیں جورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کےلیے تھے جب تیرے پاس میرا یہ خط پہنچے توان سے کہہ دینا کہ "صلوۃ" صرف نبیوں کےلیے ہے اورعام مسلمانوں کےلیے اس کے سواجوچاہیں دعاکریں حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ہرصبح سترہزارفرشتے اترکرقبررسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پر سمیٹ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور ستر ہزار رات کو آتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن جب آپ قبر مبارک شق ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے ۔[ضعفہ حسین سلیم اسد الدارنی محقق الدارمی الدارمی باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی الہ علیہ وسلم بعد موتہ رقم (٩٤) وقال : فیہ علتان الاولیٰ) ضعف عبداللہ بن صالح_ (والثانیۃ) الانقطاع ایضاً فان نبیہ بن وہب لم یدر کعباً]

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام "ایک ساتھ بھیجنے چاہییں صرف صلی اللہ علیہ یا صرف علیہ السلام نہ کہے اس آیت میں بھی دونوں ہی کا حکم ہے پس اولیٰ یہ ہے کہ یوں کہا جائے ۔

''صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما ''اس بحث میں بالخصوص ان لوگوں کے لیے بھی دعوت غور وفکر ہے جنہوں نے اپنی مسجدوں کے نام اسلام میں امتیازی حیثیت کی حامل مساجد جیسے رکھے ہوئے ہیں ۔

جہاں تک دعائیہ الفاظ "ترضی "اور ترحم" کا تعلق ہے اگرچہ بظاہر ان کا اطلاق سب مومن مسلمانوں کے لیے عام اور یکساں ہے لیکن اندریں صورت افضل واولیٰ یہ ہے کہ "رضی اللہ عنہ "کو زمرہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے ساتھ مختص کر دیا جائے اس لیے کہ یہی وہ پاکباز ہستیاں ہیں جن کو خالق الکون نے بنصوص قرآنیہ سند رضا مرحمت فرمائی ہے رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ... سورة البينة: 8

اور پھر عرف عام میں بھی "رضی اللہ عنہ " کے استعمال سے متبادر الی الذہن صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین ہی ہوتے ہیں اور رحمہ اللہ یا رحمۃ اللہ علیہ کا اطلاق عام اولین و آخرین سب پر ہے اس میں بعد والوں میں سے کسی کی نہ تخصیص ہے اور نہ استثناء

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ مدنیہ

ج1ص276

محدث فتویٰ